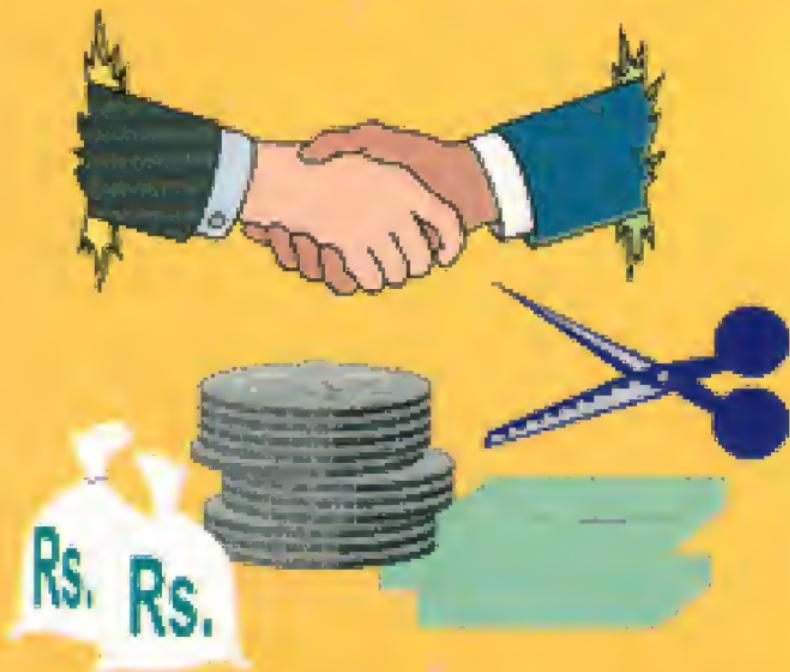


# قرض لینے دینے کے احکام



## عرض ناشر

ریجسٹریشن، مناظر اہلسنت و سرمایہ اہلسنت، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی تحریر و تدریس کے میدان کے شہسوار ہیں۔ آپ نے کم و بیش تین ہزار کتب و رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کی اکثر کتب و رسائل غیر مطبوعہ ہیں۔

الحمد للہ! بہار مدینہ پبلیشرز نے اشاعت دین کا جذبہ لیکر مفتی صاحب مدظلہ العالی اور دیگر علمائے اہلسنت کی کتب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھانے کی سعادت حاصل کی ہے۔

تمام فارغین کرام سے مودبانہ گذارش ہے کہ بہار مدینہ پبلیشرز کی کامیابی و کامرانی کیلئے دعا گور ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدّقے اس ادارے کو علم دین کے فروغ کی مزید توفیق عطا فرمائے۔  
آمین، بجا و طہ و تیسین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

خادم علمائے اہلسنت

ال الحاج سعید احمد سعید قادری

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

دور حاضر میں تو ے فیصد ہر فرد عاریت (ماگنگ کر اشیاء سے کام چلانا) میں جتنا ہے۔ مسائل کی عدم واقفیت کی وجہ سے جانین سے اکثر ہاتھ پائی بلکہ مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ نے فقیر سے مسئلہ کا حل چاہا کہ ایک بڑے افسر نے اپنے دوست سے کار مانگی۔ اچانک حادثہ سے اس افسر کے بچے و عزیز موقعہ پر ہاک ہو گئے ہیں اور کار کا بھی ستیا ناں ہو گیا۔ اب کار والے صاحب افسر صاحب سے کار کا مطالبہ کرتے ہیں، انہیں افسر صاحب کے صدمے کا احساس نہیں اور یہ ممکن ہے کہ وہ اس پر مقدمہ چلانے لیکن اسے آپکے فتوے پر اعتماد ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ یہ عاریت ہے اور عاریت امانت کے حکم میں ہے عاریت کی شے قدرتی طور پر ضائع ہو جائے تو اس کا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ الحمد لله ان کا بھگڑا ختم ہو گیا۔ اس سے فقیر نے چاہا کہ عاریت کے مسائل و احکام مفصل لکھوں تاکہ اسلامی بھائیوں کا بھلا ہو۔ الحمد لله یہ رسالہ چند نشتوں میں تیار ہوا۔ اس کا نام رکھا الرعایة فی العاریة۔

مولی عزوجل بظیل جبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے فقیر اور ناشر کیلئے تو شرہ آخرت بنائے اور ناظرین کیلئے مشعل را وہدایت بنائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اوسی رضوی غفرن

بہاولپور۔ پاکستان

اما بعد! ہمارے دور میں عاریت کا سلسلہ عام ہے خواص سے عوام تک ایک دوسرے سے عاریت ہر شعبہ اور معاشرے میں چاری و ساری ہے۔ گھر بیو امور سے لے کر دوسرے اکثر معاملات میں عاریت کا سلسلہ چلتا ہے مثلاً کتاب، قلم، سائکل، موڑکار، بسٹر، لباس، زیورات وغیرہ وغیرہ۔ اسی لئے ضرورت ہے کہ اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ قلمبند کر کے عوام و خواص کو مسائل عاریت سے آگاہ کیا جائے۔

## مقدمة

سخت ترین ضرورت کے تحت کسی شخص سے کوئی چیز عاریت کے طور پر لینا جائز ہے یعنی کام چلانے کیلئے ایک دوسرے سے چیزوں کا مانگنا گناہ میں داخل نہیں سمجھا جاتا لیکن وقتی مصرف کے بعد اس کو نقصان پہنچانے بغیر لوٹا دینا لازم ہے اگر نقصان پہنچ جائے تو اس کی اصلاح و درستگی کے بعد لوٹانا چاہئے اور اصلاح ممکن نہ ہو تو اس کے بعد تھی چیز خرید کریا گھر میں رکھی ہوئی دوسری چیز جو اس کے مقابل یا مشابہ ہو صاحب مال کی اطلاع اور اس کی رضامندی کے بعد لوٹا دینا واجب ہے۔ عاریت لی مگر اسے لوٹا نہیں اور اپنے کو اس کا مالک بنا لیا اسی کا نام غصب ہے جو ناجائز و حرام اور باعث عذاب ہے۔

ہمارے معاشرے اور ماحول میں عاریت کا عام رواج ہے۔ شادی کی تقریبات ہوں یا غم کی مجلسیں ہوں ان میں کھانے کے ظروف کا مانگا، بچھانے کیلئے فرشوں کا مانگنا، روشنی کیلئے لاست (پیٹر و میکس) کا مانگنا عام ہے۔ مکانوں کی تغیر کے وقت اس کے لوازمات کا مانگنا عام ہے۔ پھر ایک پڑوی یا رشتہ دار اپنی ضرورت کی تکمیل کیلئے چھوٹی سے بڑی چیز تک دوسرے پڑوی یا رشتہ دار سے بے جھجک مانگنا رہتا ہے اور کام پورا ہو جانے پر اکثر لوگ بے مانگے واپس کر دیتے ہیں۔ کچھ لوگ مانگنے اور یاد دلانے پر واپس کر دیتے ہیں اور بہت کم لوگ ایسے بھی ہیں جو تاخیر پر تاخیر کرنے کے بعد واپس کرنے کا نام بھی نہیں لیتے بلکہ وہ اپنا مال سمجھ کر اسے ہضم کر جاتے ہیں اسی کا نام غصب ہے۔

اسی طرح مکان کی زمین ہو یا کھیتوں کی زمین اس کا دوسرے شخص کی زمین سے متصل ہونا بالکل واضح حقیقت ہے۔ اپنی حد سے تجاوز کر کے دوسرے کی کچھ زمین کو اپنی زمین ملا کر قبضہ کر لینے والے لوگ بھی اچھی خاصی تعداد میں مل جائیں گے

اس کا نام بھی غصب ہے۔ ایسا کرنے والے سخت وعید اور تشدید کے مجرم ہیں۔ حد پیش ان کیلئے عذاب جہنم پر دلالت کرتی ہیں۔

اسی لئے بعض لوگ عاریت پر کتاب نہ دینے وقت یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ جیسے منکو وہ عاریت پر نہیں دی جا سکتی یونہی کتاب بھی اور اس کے بر عکس دوسروں نے مقولہ گھڑا ہے کہ کسی پڑھنے کیلئے عاریت کے طور پر کتاب دینے والا ایک آنکھ کا اندھا ہے اور پڑھ کر اسے واپس کرنے والا دلوں کا اندھا ہے۔ بعض لوگ اس مقولے پر واقعی پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں

جو عاریت کو غصب کا بابس پہننا کر جہاں عاریت دینے والے کے احتماد کو ٹھیک پہنچاتے ہیں وہیں اس ترقی یافتہ چوری کے مرکب ہو کر عذاب جہنم کے مسخن ہوتے ہیں۔ جس طرح کتابوں کو عاریت کے طور پر دینا عام ہے اسی طرح جیلہ بہانہ کر کے ان کا غصب کر لینا بھی عام ہے۔ اس لئے صاحب دانش اور اہل خرد حضرات کو اپنی کتابوں کی مکمل حفاظت کرنی چاہئے۔ عاریت کوئی اچھی چیز نہیں کیونکہ یہ لفظ تشدید کے ساتھ ہوتا عار کی طرف منسوب ہوتا ہے جس کا معنی عیب ہے۔ مانگنے میں عار اور عیب کی وجہ سے عاریت نام رکھ دیا گیا۔ لیکن معاشرہ میں باہم زندگی گزارنے کیلئے اس عاریت سے کسی نہ کسی طرح واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے۔

جب اس سے واسطہ پڑے تو اس کے حقوق اور لوٹانے کی شرطوں پر سختی سے عامل ہونا چاہئے۔

# احادیث مبارکہ

۱..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینے والے ایک رات دشمنوں کے حملہ سے خوفزدہ ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا گھوڑا عاریت کے طور پر لیا۔ اس گھوڑے کو 'مندوب' کہا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے (اور مدینہ کے اطراف سے تحقیق حال کے بعد لوگوں کو بے خوف رہنے کا مژدہ دیکھ) جب لوٹے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں نے تو اس میں کوئی خرابی نہیں دیکھی میں نے اس کو دریا کی طرح (تیز رفتار) پایا۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ..... یہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجزہ ہی تھا کہ ستر فتار، زخمی اور لا غر گھوڑا آپ کے سوار ہونے کی وجہ سے برق رفتار اور تو انا ہو گیا۔ اس حدیث سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاریت لینے کا ثبوت ملا اور پھر اس کی واپسی کی بات ذہن لشیں ہو گئی۔

۲..... حضرت امیہ بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے غزہ خشی کے دن ان کی زرہ عاریت کے طور پر لی تو کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ! کیا یہ غصب ہے (کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ اسے لے کر واپس کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہوں)۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں بلکہ یہ عاریت ہے جسے لوٹا دیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

۳..... ابو حرہ رقاشی سے مروی ہے کہ وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آگاہ ہو جاؤ، ظلم نہ کرو۔ آگاہ ہو جاؤ، کسی آدمی کا مال حلال نہیں ہے مگر وہ جو اپنے نفس کی خوشی سے کسی کو دے۔ (بیہقی فی شعب الایمان) جبڑا کراہ سے یا غصب و سرقة سے کسی کامال لے لینا جائز نہیں، وہ مال حرام ہے۔

۴..... حضرت سائب بن زید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی لاٹھی کو کھیل یا مذاق کے طور پر نہ لے لے جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی کو لے لیا تو چاہئے کہ اس کو اس کی طرف لوٹا دے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

فائدہ..... اس قسم کے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے بے تکلف دوست کی کوئی چیز کھیل یا مذاق کے طور پر لے لیتا ہے، کبھی اس کا علم بھی صاحب مال نہیں ہوتا۔ اگر علم ہوا تو لینے والے نے کہہ دیا کہ میں نے مذاق کے طور پر لے لیا تھا اور اگر علم نہیں ہوا تو اپنے مصرف میں لاتا رہا پھر اسے غصب کر لیا، یہ بھی چوری اور جرم ہے اس لئے مذاقا بھی نہیں کرنا چاہئے اور اگر ایسا کر لیا تو پھر اس کے علم اور مطالبہ کے بغیر ہی لوٹا دینا بہتر اور شرافت ہے۔ ورنہ از روئے شرع وہ مجرم قرار دیا جائے گا اور سزا کا مستحق ہو گا۔

۵.....حضرت سرہ راوی ہیں وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص اپنے حقیقی مال کو کسی کے نزدیک پائے تو وہ اسے اس سے لے لینے کا زیادہ حقدار ہے اور مشتری (خریدنے والا) اس سے اپنی رقم کا مطالبه کرے جس نے اس کے ہاتھ اس چیز کو بیچا۔ (احمد، ابو داؤد، نسائی)

فائدہ.....یہ حدیث اس قضیہ کا فیصلہ کرتی ہے کہ جب کسی شخص کا کوئی بھی مال چوری ہو گیا اور وہ مال مسروقہ کسی شخص کے پاس گیا اور بعضہ پایا گیا اس کی مکمل شناخت ہو گئی اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اسے خرید کیا ہے تب بھی صاحب مال اس چیز کو لے لے گا۔ وہ اس کا مالک ہے اس پر قبضہ کر گا۔ اس میں کسی چون و چرا کی مخفی نہیں ہو گی اور خریدار اپنی رقم کا مطالبه بیچنے والے سے کر گا۔ تبھی کیا کم ہے کہ وہ چوری اور غصب کی سزا سے بچ گیا۔ اس لئے کسی چیز کی خریداری کے وقت جب وہ مخصوص دکان سے نہ ہو تو کم سے کم دو آدمیوں کو گواہ بنا لینا چاہئے بلکہ ہو سکے تو تحریری طور پر دستخط کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ طے کیا جائے تاکہ مستقبل کے فتنہ و ابتلاء سے محفوظ رہا جاسکے۔

۶.....حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں جس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم نے انتقال کیا، اس دن سورج میں گہن لگ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو دور رکعت نمازِ تمیں رکوع اور درود و سجدوں کیسا تھوڑا پھر اس وقت فارغ ہوئے جب سورج روشن ہو کر اپنی ہلکی حالت پر آگیا تھا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر وہ چیز جس سے تم خوف کرتے ہو میں نے اس کو اپنی اس نماز میں دیکھا۔ میرے پاس دوزخ لائی گئی وہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے مجھ کو دیکھا ہو گا کہ میں خوف سے پیچھے ہٹ گیا کہ کہیں اس کی گرمی اور پٹ مجھ کو پہنچ جائے۔

یہاں تک کہ میں نے ایک بیلی والی کو بھی اس آگ میں دیکھا جس نے بیلی کو پاندھ رکھا تھا وہ اسے کھلاتی تھی اور نہ اس کو کھانے کیلئے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے۔ آخر وہ بیلی بھوک سے مر گئی۔ (یاد رہے یہ عورت کا فرہ تھی)

پھر میرے پاس جنت لائی گئی وہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے مجھ کو دیکھا کہ میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میں اپنے مقام پر کھڑا ہو گیا اور بے شک میں نے اپنے ہاتھ کو پھیلایا، میں چاہتا تھا کہ اس کے چھلوں سے کھاؤں تاکہ تم لوگ اس کی طرف دیکھو پھر میرے لئے مناسب ظاہر ہوا کہ میں ایسا نہ کروں۔ (مسلم)

فائدہ..... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم لوگوں نے مجھ کو چیچھے بنتے ہوئے دیکھا، آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوزخ اور جنت کو دیکھنا کھلی آنکھوں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر واضح کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جنت و دوزخ کے درمیان سے تمام پردوں کو زائل کر دیا تھا جس طرح معراج کے موقع پر مجرماً قصیٰ سے تمام جیبات ہٹا دیئے گئے تھے۔

ٹیڑھے ڈنڈے والا جس کا ذکر حدیث میں ہے اس سے مراد مرد بن لجی ہے وہ زمانہ جاہلیت میں چوری کیا کرتا تھا۔ خلام بنانے کا رواج سب سے پہلے اسی نے ڈالا اور سب سے پہلے بتوں کی پوجا کا طریقہ بھی اسی نے راجح کیا تھا۔

انتباہ..... کسی نے درخت کے مالک سے پوچھھے بغیر بھل توڑ کر کھالیا، یا زمین سے کھانے والی چیز کو توڑ کر کھالیا۔ بچوں میں تو خیر یہ بات ان کی نادانی اور حرص کی وجہ سے ہوتی ہے مگر عقل و شعور والے افراد بھی اس فعل کے مرتكب ہو جاتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ بھی چوری اور غصب کی ایک قسم ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس ضمن میں فرمان مقدس پیش نظر رکھیں۔

☆ حضرت رافع بن عمر والغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا، انصار کے درختوں پر پتھر پھینک کر سچلوں کو گراتا اور کھاتا تھا۔ مجھ کو اس جرم کی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا اے لڑکے تو کھجوروں پر پتھر کیوں پھینکتا ہے؟ میں نے کہا میں اسے کھاتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس پر پتھر مت پھینکو جو اس سے خود بخود نیچے گر جائے کھالیا کرو (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اس وقت کیلئے تھا جب وہ بھوک کی وجہ سے اضطراری کیفیت میں ہو جان جانے کا خطرہ ہو) پتھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا، اے اللہ! اس کے پیٹ کو آسودہ کر دے۔ (ترمذی)

۷..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص کسی کے باغ میں داخل ہو تو اس سے (اضطرار کے عالم میں) کھالے اور اسے اپنے کپڑوں میں نہ رکھے (یعنی جمع کر کے باغ سے باہر نہ لے جائے)۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

مسئلہ..... جب واقعی جان جانے کا خطرہ ہو، بھوک سے سخت پریشان ہو تو اس صورت میں گری پڑی چیزوں کے کھالینے کی اجازت دی گئی ہے مگر اسے باغ سے باہر لجانا جائز نہیں۔ پھر بھی احتیاط اور تقویٰ سہی ہے کہ باغ کے مالک سے اجازت لے کر ہی کام کرے تاکہ غصب کرنے والوں میں اس کا شمار نہ ہو۔

۸.....حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے کسی کی زمین سے ایک بالشت بھی ظلم کے طور پر لے لیا پیش کیا میں کے دن اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق پہنادیا جائیگا۔ (بخاری و مسلم)

۹.....حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے کسی کی زمین سے کچھ نا حق لے لیا وہ اس کے ساتھ قیامت کے دن زمین کے سات طبق تک دھنسادیا جائیگا۔ (بخاری)

۱۰.....حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص کسی آدمی کے جانور کو اس کی اجازت کے بغیر نہ دو ہے (اس کا دودھ نہ نکالے) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے گھر میں کوئی داخل ہو اور اس کے خزانے کو توڑے اور اس کا کھانا منتقل کر لے۔ ان کیلئے ان کے مویشیوں کے تھن ان کے کھانوں کو خزانہ بناتے ہیں جمع کرتے ہیں۔ (مسلم)

فائدہ..... مذکورہ حدیثوں کی تفسیر کی حاجت اس لئے نہیں کہ ان کا مطلب بالکل واضح ہے۔ معاملہ صرف غور و فکر کا ہے اور ایسے کاموں سے دور رہنے کا ہے جو سخت سے سخت عذاب کا سبب ہیں اور فرمائی رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی نظر آئے خاص کر زمین کو کسی بھی انداز میں غصب کرنے کا عذاب تو اور بھی سخت ہے۔

## دو امہات المؤمنین کی عجیب کہانی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے بعض کے نزدیک تھے (وہ یا تو حضرت ام سلمہ یا حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں) امہات المؤمنین میں سے ایک نے (حضرت زینب بنت جحش نے) ایک پیالہ جس میں کھانا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ جس زوجہ کے گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرماتھے ان زوجہ نے خادمہ کے ہاتھ پر مار دیا تو پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ٹوٹے ہوئے پیالے کے ٹکڑوں کو جمع کیا پھر اس پیالے میں جو کھانا تھا اسے جمع کیا اور فرمائے گئے، **غارہ امکم** تمہاری ماں نے غیرت کیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خادمہ کو روکا اور گھر میں جو زورست پیالہ تھا ان زوجہ کی طرف بھیج دیا جن کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا اور ٹوٹے ہوئے کوان کے گھر میں رکھوا دیا جنہوں نے ہاتھ پر مار کر پیالہ توڑ دیا تھا۔ (بخاری) **فائدہ.....** غارت امکم یہ جملہ ان تمام لوگوں کیلئے عام ہے مونین میں سے جنہوں نے اس قصہ کو سنایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ام المؤمنین کی طرف سے عذر پیش کرنا تھا تاکہ وہ لوگ اس فعل کو نہ کریں جس پر لوگوں کو نہ کریں کی جاتی ہے بلکہ یہ سوکنوں کی عادت چاریہ ہے کہ وہ ایک دوسری پر غیرت کرتی ہیں اس لئے غیرت بشر کے نفس میں داخل کر دی گئی ہے وہ اس سے مرکب ہے اس لئے وہ اپنے نفس سے اس کے دفع کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غارت امکم کا خطاب ان لوگوں کیلئے ہے جو مومنوں میں سے اس وقت حاضر نہیں تھے تاکہ اس واقعہ کی نوعیت کو سمجھ کر عورت کو مخذلہ سمجھیں اور مستقبل کیلئے سبق حاصل کریں۔ ہاتھ مارنے والی سے تاوان کیا کیونکہ اسی کے سبب سے پیالہ ٹوٹا تھا۔ یہ اس کی زیادتی تھی۔

**مسئلہ.....** غیر کے مال کو چھو کر یا پکڑ کر توڑ دینا بھی غصب کی قسموں میں سے ایک ہے اسلئے اس کا تاوان لیا گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ادا کر دیا۔ اگر اس قسم کا واقعہ آج بھی کسی گھر میں واقع ہو تو تاوان دینا ہوگا کہ غیر ارادی طور پر نادانستہ کسی چیز سے ٹھوکر لگ کر، یا پھسل کر کوئی چیز ٹوٹ جائے تو اس کوئی ہوئی چیز کے مالک کو اختیار ہے کہ وہ اسے معاف کر دے اور اس سے کوئی تاوان نہ لے لیکن پہلے ہی سے اگر یہ معاهدہ ہو کہ کسی طرح بھی شے ٹوٹے گی تو اس کا معاوضہ ادا کیا جائے گا تو اس معاهدہ پر عمل کرنا ہوگا۔

**انتباہ.....** ہر شخص کی پہلی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ عاریت لینے سے احتراز و احتناب کرے لیکن اگر اس کے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اگر اسی پر عمل کرنا لازمی اور ضروری سمجھے۔

**گشیدہ ہار.....** حدیث تہم کس سے مخفی ہے۔ اس میں بھی عاریت کی واپسی کا فرمائی۔ فقیر پہلے واقعہ عرض کر دے اس کے بعد جو اس سے نتیجہ لکھتا ہے عرض کریگا۔ حدیث تہم اکثر تفاسیر میں آیت تہم کے تحت موجود ہے۔ فقیر مسلم شریف سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

## نزول حکم قیم

۵۵ ہجری میں آیت قیم نازل ہوئی۔ بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے جب مقام بیداء یا ذات الحیش پر پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم اس ہار کو جلاش کرنے کیلئے رُک گئے اور آپ کے ساتھ تمام قافلہ رُک گیا۔ نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ صحابہ کے ساتھ پانی تھا۔ صحابہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی اور کہنے لگے کہ آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ (حضرت) عائشہ نے کیا کیا ہے۔ تمام لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے ساتھ ٹھہرایا اور نہ اس مقام پر پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ (یہ شکایت سن کر) حضرت ابو بکر نے میرے پاس آئے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم میرے زانوں پر سر رکھے ہوئے محو نہیں تھے۔ حضرت ابو بکر نے مجھے ڈالنٹا شروع کیا اور کہنے لگے تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم اور تمام صحابہ کو پریشان کیا ہے اور ایسی جگہ روک لیا ہے اور جہاں پانی بالکل نہیں ہے نہ ہی صحابہ کے پاس پانی ہے۔ پھر حضرت ابو بکر ناراض ہو کر جو کچھ ان کے دل میں آیا کہتے رہے اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں چکلیاں لیتے رہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے آرام میں خلل آنے کے خیال سے اپنی جگہ سے مطلقاً بھی نہیں، یہاں تک کہ اسی حال میں یعنی جب کہ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا مجھ ہو گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت قیم نازل فرمائی۔ پھر فقہاء میں سے حضرت اسید بن حمیر نے کہا، اے آں ابو بکر! یہ کوئی آپ کی پہلی برکت ہے! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اس اوٹ کو کھڑا کیا جس پر میں سوار تھی تو ہماراں کے نیچے سے نکل آیا۔ (مسلم شریف)

فائدہ..... روایت میں ہے کہ یہ ہار حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چلتے وقت ان سے عاریٰ مانگ لیا تھا۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ نے ہار کی نسبت اپنی طرف اس وجہ سے کی ہے کہ وہ ہار انہوں نے پہننا ہوا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاریٰ چیز لینا جائز ہے۔ یہی ہمارا موضوع ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے زمانہ پاک میں بھی ایک دوسرے سے عاریت پر اشیاء ملی جاتی تھیں۔

اسی حدیث سے وہابی دین بندی سوال کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو ہار گئے کی خبر سن کر فوراً بتا دیتے کہ اونٹ کے نیچے ہے، قافلہ ٹھہرائے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اس سوال کے متعدد جوابات ہیں۔ فقیر نے بڑی بہت تفصیل سے اپنی تصنیف 'غاية المامول فی علم الرسول' میں لکھے ہیں۔

ایک جواب حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ (ج ۲ ص ۲۷۵) میں لکھا کہ اس میں حکمت الہی تھی کہ احکام شریعت میں مسلمانوں کیلئے آسانی اور سہولت مہیا کی جائے اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کی سہولتوں اور داریں کی خیر و بھلائی کیلئے کیا کچھ نہ کرتے تھے۔ اب تک چاہا کہ امت کو تمیم کی سہولت مل جائے اور مل ہی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ احسان اتنا عظیم ہے کہ جس کی مثال اُنم سبقہ میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی اور اس احسان عظیم کو وہ جانتا ہے جسے سخت سردی میں بحالت یہاں رہی عسل کی ضرورت پڑے تو تمیم کرنے کے بعد بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ وہ شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم! لیکن احسان فراموش خدار اُمّتی اکٹھا نقص بتاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گن گائے جن کے صدقے تمیم جیسی نعمت ملی۔ یہ تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی دلیل ہے کہ آپ جانتے تھے کہ آیت تمیم نازل ہو گی اسی لئے خود آرام سے سو گئے اور صحابہ کرام کو ہار کی تلاش میں لگا دیا اور ہار بھی کوئی بڑا قیمتی سونے نے چاندی کا نہ تھا کوڑیوں کا تیار کردہ معمولی قیمت کا تھا یہی وجہ ہے کہ تمیم کی آیت نازل ہوتے ہی ہار مل گیا وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشاندہی پر۔ اس کے علاوہ بے شمار احسانات مدنظر تھے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر فعل و قول و عمل شریعت بتاتا ہے آپ نے دیکھا کہ امت کی مصائب و مشکلات میں جتنا ہو گی انہیں ان مشکلات سے بچالیا جائے مثلاً ☆ چیزگم ہو جائے تو اسے ضائع نہ چھوڑ نا چاہئے اگرچہ معمولی ہو بالخصوص عاریت کی شے کہ شے دینے والا یہ نہ سمجھے کہ میرا مال مسحیر ضائع کردے گا ☆ جس جگہ پانی نہ ہو ضروری نہیں کہ اس کی فکر کی جائے اس کا حل تمیم ہے اسی لئے تو قبل از نزول حکم آپ نے عمدًا ایسے مقام پر قیام اور پھر آرام فرمایا کہ جہاں نہ پانی ملنے کا یقین تھا ☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رہتی دنیا سک مقام و کھانا تھا کہ ان ہی کے طفیل تمیم نصیب ہوا ☆ سیدہ کا ادب و تعظیم ☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رہتی دنیا سک مقام و کھانا تھا کہ ان ہی کے ☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب اور حکم کے سامنے سرتسلیم ختم کہ ایک روایت میں ہے کہ صبح ہو گئی اور صحابہ نے نماز بلالا دفعہ پڑھ لیکن حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیدار نہ کیا تاکہ آپ کے آرام میں خلل نہ آئے۔

قطع نظر اس کے عاریت کی اہمیت پر غور فرمائیے کہ ایک تھوڑی قیمت والا ہار وہ بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اپنی بہن کا جس کی گشادگی پر بی بی اسماء سے نارضی کا وہم تک نہیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اتنی اہمیت دی کہ جب تک نہ ملا لشکر روک دیا گیا بلکہ سارے لشکر کو اس کی تلاش میں لگا دیا اور نماز جسی کی اہم عبادت کے قضا ہونے کا خیال بھی نہ کیا۔ اس سے ہمارے وہ احباب جو عاریت کی چیزوں کی پرواہ نہیں کرتے یا لے کر ہڑپ کر جاتے ہیں یا انہیں ضائع کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ غور فرمائیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک کم قیمت ہار کو کتنی اہمیت دے رہے ہیں۔

## ہار کا حال

مولوی سلیمان ندوی لکھتا ہے کہ وہ چلتے وقت اپنی بہن اسماء کا ایک ہار عاریت پہنچنے کو مانگ لیا تھا وہ ان کے گلے میں تھا ہار کی لڑیاں اتنی کمزور تھیں کہ ٹوٹ جاتی تھیں۔ (سرتی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، جس ۹۲)

## فقہاء اور عاریت

فقہاء کے نزدیک عاریت کی اہمیت کا اندازہ لگائیے کہ عالمگیری میں صرف عاریت کے دس ابواب لکھوڑا لے۔ فائدہ..... حدیث افک میں بھی یہی ہار آڑے آیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ لیکن یہاں سارے لشکر تلاش میں لگا دیا اس کی وجہ سلیمان ندوی نے لکھی کہ افک کا افک کا واقعہ نزول تھم سے پہلے ہوا اور بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود تلاش کرنے کی سلیمانی کا تجربہ کر چکیں تھیں اب کی بار بی بی صاحبہ نے صورت حال حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دی ہوگی۔ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے از راہ شفقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی تلاش میں لگا دیا اور آپ کو علم تھا کہ اب آیت تھم نازل ہونے والی ہے اسی لئے ہار کی گشادگی کو سبب بنا کر تا خیر فرمادی تا کہ آیت تھم نازل ہو۔

انتباہ..... حدیث تھم میں حضور نبی پاک کے علم ولا علمی کی کوئی بحث نہیں لیکن مخالفین مخفی اپنے گمان سے لاعلمی ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا ذرہ لگادیتے ہیں۔ اسے ہم ثبوت دشمنی پر محمول نہ کریں تو کیا کریں۔

اس مضمون کی تحقیق، علم الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اثبات اور مخالفین کے سوالات کے جوابات کیلئے فقیر کی کتاب غایۃ المامول کافی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

آخری گزارش..... عاریت روز مرہ ہر فرد کی عادت ٹانیہ بن چکی ہے لیکن اتنی چیزیں کوچھیں کرحتی ہے کہ بڑے بڑے مختی بھی اس سے روگردانی کا شکار ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اللہ بھلا کرے کہ فقہ کی ہر جزوی کی بال کی کھال اٹھاری ہے۔ تمام چیزیں کو آسان سے آسان تر فرمادیا ہے اسی لئے اس باب میں فقیر نے ان کی تصنیف لطیف بہار شریعت کا باب عاریت میں وعمن نقل کر دیا ہے تاکہ عاریت کے ہمارے میں کسی قسم کی خلیش نہ رہے۔

## عاریت کا بیان

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی گئی وہ مستعار ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔

مسئلہ..... عاریت کیلئے ایجاد و قبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اس نے لا کر دے دی اور کچھ نہ کہا عاریت ہو گئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔ (بھر)

مسئلہ..... عاریت کا حکم ہے کہ چیز مستعیر کے پاس امانت ہوتی ہے اگر مستعیر نے تعدی نہیں کی ہے اور چیز ہلاک ہو گئی تو ضمان واجب نہیں اور اس کیلئے شرط یہ ہے کہ شے مستعار اتفاق کے قابل ہو اور عرض لینے کی اس میں شرط نہ ہو اگر معاوضہ شرط ہو تو اجارہ ہو جائیگا

اگرچہ عاریت کا ہی لفظ بولا ہو۔ منافع کی جہالت اس کو فاسد نہیں کرتی اور عین مستعار کی جہالت سے عاریت فاسد ہے مثلاً ایک شخص سے سواری کیلئے گھوڑا مانگا اس نے کہا اصل میں دو گھوڑے بندھے ہیں ان میں سے ایک لے لو۔ مستعیر ایک لکر چلا گیا اگر ہلاک ہو گیا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے یہ کہا ان میں جو تو چاہے ایک لے لو تو ضمان نہیں۔ بغیر مانگے کسی نے کہہ دیا یہ میرا گھوڑا ہے اس پر سواری کر لو یا غلام ہے اس سے خدمت لو یہ عاریت نہیں یعنی خرچہ مالک کو دینا ہوگا اس کے ذمہ نہیں۔ (بھر)

مسئلہ..... عاریت کے بعض الفاظ یہ ہیں..... میں نے یہ چیز عاریت دی، میں نے یہ زمین تمہیں کھانے کو دی، یہ کپڑا اپنے کو دیا، یہ جانور سواری کو دیا، یہ مکان تمہیں رہنے کیلئے دیا یا ایک مہینے کیلئے رہنے کو دیا یا عمر بھر کیلئے دیا، یہ جانور تمہیں دیتا ہوں اس سے کام لینا اور کھانے کو دینا۔

مسئلہ..... ایک شخص نے کہا اپنا جانور کل شام تک کیلئے مجھے عاریت دے دو، اس نے کہا ہاں۔ دوسرے نے بھی کہا کہ کل شام تک کیلئے اپنا جانور مجھے عاریت دیدو۔ اس سے بھی کہا ہاں۔ تو جس نے پہلے مانگا وہ حقدار ہے اور اگر دونوں کے منہ سے ایک ساتھ بات نکلی تو دونوں کیلئے عاریت ہے۔ (عامگیری)

مسئلہ..... عاریت ہلاک ہو گئی اگر مستعیر نے تعدی نہیں کی ہے یعنی اس سے اسی طرح کام لیا جو کام کا طریقہ ہے اور چیز کی خالیت کی اور اس پر جو کچھ خرچ کرنا مناسب تھا خرچ کیا تو ہلاک ہونے پر تاوان نہیں اگرچہ عاریت دیتے وقت یہ شرط کر لی ہو کہ ہلاک ہونے پر تاوان دینا ہوگا کہ یہ باطل شرط ہے جس طرح رہن میں ضمان نہ ہونے کی شرط باطل ہے۔ (بھر)

مسئلہ..... دوسرے کی چیز عاریت کے طور پر دے دی مستحیر کے یہاں ہلاک ہو گئی تو مالک کو اختیار ہے پہلے سے تاوان لے یا دوسرے سے، اگر دوسرے سے تاوان لیا تو یہ پہلے سے رجوع کر سکتا ہے یا اس وقت ہے کہ مستحیر کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز دوسرے کی ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسرے کی چیز ہے تو مستحیر کو ضمان دینا ہو گا اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ میر سے رجوع نہیں کر سکتا اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ میر سے ضمان وصول کر لے اس سے کیا تو یہ مستحیر سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (ب) (ج)

مسئلہ..... تعداد کی بعض صورتیں یہ ہیں..... بہت زور سے لگام کھینچی یا ایسا مارا کہ آنکھ پھوٹ گئی یا جانور پر اتنا بوجھ لاد دیا کہ معلوم ہے ایسے جانور پر اتنا بوجھ نہیں لادا جاتا یا اتنا کام نہیں لیا جاتا، گھوڑے سے اُتر کر مسجد میں چلا گیا گھوڑا وہیں راستہ میں چھوڑ دیا وہ جاتا رہا، جانور اس لئے لیا کہ فلاں جگہ مجھے سوار ہو کر جاتا ہے اور دوسرے کی طرف نہر پر پانی پلانے لے گیا، اور نتھل لیا تھا ایک کھیت جو تنے کیلئے اس سے دوسرا کھیت جوتا، اس نتھل کے ساتھ دوسرا اعلیٰ درجہ کا نتھل ایک نہل میں جوت دیا اور ویسے نتھل کے ساتھ چلنے کی اس کی عادت نہ تھی اور یہ ہلاک ہو گیا، جنگل میں گھوڑا لئے ہوئے چت سو گیا اور باغ ہاتھ میں ہے اور کوئی شخص بچرا لے گیا اور بیٹھا ہوا سویا تو ضمان نہیں اور اگر سفر میں ہوتا تو چاہے لیٹ کر سوتا یا بیٹھ کر اس پر ضمان نہیں ہوتا۔ (ج)

مسئلہ..... مستعار چیز سریا کروٹ کے نیچے رکھ کر چت سو گیا ضمان نہیں۔ (عامگیری)

مسئلہ..... گھوڑا یا تکوار اس لئے عاریت لیتا ہے کہ قبال کرے گا تو گھوڑا مارا جائے یا تکوار ٹوٹ جائے اس کا ضمان نہیں اور اگر پتھر پر تکوار ماری اور ٹوٹ گئی تو تاوان ہے۔ (عامگیری)

مسئلہ..... عاریت کو نہ اجرت پر دے سکتا ہے اور نہ رہن رکھ سکتا ہے مثلاً مکان یا گھوڑا عاریت پر لیا اور اس کو کرائے پر چلا یا، یا قرض روپیے لیا اور عاریت کو رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے۔ ہاں عاریت کو عاریت پر دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے اس میں نقصان نہ پیدا ہو جیسے مکان کی سکونت، جانور پر بوجھ لادنا۔ عاریت کو دویعت رکھ سکتا ہے مثلاً عاریت کی چیز کا خود پہچانا ضروری نہیں، دوسرے کے ہاتھ بھی مالک کے پاس بھیج سکتا ہے۔ (ب) (ج، ذریعہ مختار، ہدایہ)

مسئلہ..... مستحیر نے عاریت کو کرایہ پر دے دیا یا رہن رکھ دیا اور چیز ہلاک ہو گئی مالک مستحیر ہے تاوان وصول کر سکتا ہے اور یہ کسی سے رجوع نہیں کر سکتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مستاجر یا مرتبن وصول کرے پھر یہ مستحیر سے واپس لیں کیونکہ اس کی وجہ سے یہ تاوان ان پر لازم آیا یہ اس وقت ہے کہ مستاجر کو یہ معلوم نہ تھا کہ پرانی چیز کرائے پر چلا رہا ہے اور اگر معلوم تھا تاوان کی واپسی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کو کسی نے دھوکا نہیں دیا ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ..... مسحیر نے عاریت کی چیز کرائے پر دے دی اور چیز ہلاک ہو گئی اس کوتاوان دینا پڑا تو جو کچھ کرایہ میں وصول ہوا ہے اس کا مالک ہی ہے مگر اسے صدقہ کر دے۔ (عائشیہ)

مسئلہ..... گھوڑا عاریت لیا اور یہ نہیں بتایا کہ کہاں تک اس پر سوار ہو کر جائے گا تو شہر کے باہر نہیں لے جاسکتا۔ (عائشیہ)

مسئلہ..... چیز عاریت پر لینے کیلئے کسی کو بھیجا قاصد کو مالک نہیں ملا اور چیز گھر میں تھی یہ انھالا یا اور مسحیر کو دے دی مگر اس سے یہ نہیں کہا کہ بے اجازت لایا ہوں اگر چیز ضائع ہو جائے تو مالک تاوان لے سکتا ہے اختیار ہے مسحیر سے لے یا قاصد سے جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عائشیہ)

مسئلہ..... نابالغ بچے کا مال اس کا باپ کسی کو عاریت کے طور پر نہیں دے سکتا۔ غلام ماذون مولیٰ کا مال عاریت دے سکتا ہے۔ عورت نے شوہر کی چیز عاریت پر دے دی اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جو مکان کے اندر ہوتی ہے اور عادۃ عورتوں کے قبضہ بلکہ تصرف میں رہتی ہے اس کے ہلاک ہونے پر تاوان کسی پر نہیں نہ مسحیر پر نہ عورت پر۔ گھوڑا یا بیتل عورت نے ملکتی دے دیا مسحیر اور عورت دونوں ضامن ہیں کہ یہ چیزیں عورتوں کے قبضہ کی نہیں ہوتی۔ (بھر)

مسئلہ..... مالک نے مسحیر سے مخفعت کے متعلق کہہ دیا کہ اس چیز سے یہ کام لیا جائے یا وقت کی پابندی کر دی جائے کہ اتنے وقت تک یادوں با تین ذکر کر دی ہیں یہ تین صورتیں ہو سیں عاریت میں چوتھی صورت یہ ہے کہ وقت مخفعت دونوں میں کسی بات کی قید نہ ہو اس میں مسحیر کو اختیار ہے کہ جس قسم کا لفظ چاہے اور جس وقت میں چاہے لے سکتا ہے کہ یہاں کوئی پابندی نہیں۔ تیسری صورت میں کہ دونوں باتوں میں قید ہو یہاں مخالفت نہیں کر سکتا مگر ایسی مخالفت نہیں کر سکتا کہ جو کام لیتا ہے اسی کے مشل ہے جو اس نے کہہ دیا اس چیز کے حق میں اس سے بہتر ہے مثلاً جانور لیا ہے کہ اس پر یہ دو من گیہوں لا د کر اسی جگہ لے گیا کہ گیہوں گیہوں یکساں ہیں یا اس کم مسافت پر لے گیا کہ یہ اس سے آسان ہے یا گیہوں کی دو بوریاں لادنے کو کہا تھا یہ کی دو بوریاں لاد دیں کہ یہ ان سے ہلکے ہوتے ہیں پہلی اور دوسری صورت میں مخالفت نہیں کر سکتا مگر ایسی مخالفت کر سکتا ہے کہ جو کہہ دیا ہے اسی کی مشل ہو یا اس سے بہتر اور چوتھی صورت میں اس پر خود سوار ہو سکتا ہے دوسرے کو سوار کر سکتا ہے خود بوجھ لا د سکتا ہے دوسرے کو لادنے کیلئے دے سکتا ہے مگر یہ ضرورت ہے کہ خود سوار ہوا تو دوسرے کو اب سوار نہیں کر سکتا اور دوسرے کو سوار کیا تو خود سوار نہیں ہو سکتا کہ اگرچہ مالک کی طرف سے قید نہ تھی مگر ایک کے کرنے کے بعد وہی متعین ہو گیا دوسرانہیں کر سکتا۔ (ہدایہ)

مسئلہ..... اجارہ میں بھی یہی صورت اور یہی احکام ہیں کہ مخالفت کرنے کی صورت میں اگر ہو مخالفت جائز نہ ہو اور چیز ہلاک ہو جائے تو عاریت و اجارہ دونوں میں ضمان دینا ہو گا۔ (ذریحتار)